سلسلہ خطبات نمبر
33

علماء خطباء اور ائمہ مساجد کے لئے

بیان جمعۃ المبارک





عنوان

نیا اسلامی سال اور اس کا پیغام

از قلم

مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری صاحب حفظہ اللہ
فاضل دار العلوم کبیر والا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نیا اسلامی سال اور اس کا پیغام

12 / جولائی 2024 بمطابق 05 / محرم الحرام 1446

تحریر وترتیب: مولانا اکرم بشیر مخدوم پوری

اہم عنوانات

دو قسم کے کیلنڈر　عربوں میں ماہ و سال کا حساب　اسلامی ہجری تاریخ کا اجراء　احکام شریعت کا دارومدار
قرآن مجید کی رہنمائی　نئے اسلامی سال کا پیغام　محاسبہ اور فکرِ آخرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ خُصُوْصًا عَلَی الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ۔ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔
اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ,بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ (سورۃ الانفال: 8/ 26-28)

(وَقَالَ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ:) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ (سورۃ البقرۃ: 2/189)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: الشَّھْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ، فَإِذَا رَأَیْتُمُ الْھِلَالَ فَصُوْمُوْا، وَإِذَا رَأَیْتُمُوْہُ فَأَفْطِرُوْا (صحیح المسلم: 1080)

فہرست عنوانات

عنوان | صفحہ نمبر

دو قسم کے کیلنڈر

اسلامی ہجری سال کا آخری مہینہ ذوالحجہ اپنے اختتام پر ہے اس کے بعد اسلامی سال کے پہلے مہینہ محرم الحرام کا آغاز ہو رہاہے اور اسی کے ساتھ ہی نئے اسلامی سال کا بھی آغاز ہے۔ماہِ محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جس طرح جنوری عیسوی سال کا پہلا مہینہ ہے لیکن ہم میں سے بہت سے لوگ انگریزی سال کے آغاز و اختتام سے تو واقف ہوتے ہیں لیکن اسلامی سال کے آغاز و اختتام سے واقف نہیں ہوتے۔

ہمارے ہاں دو قسم کے کیلنڈر استعمال ہوتے ہیں ایک شمسی کیلنڈر جس کو عیسوی بھی کہا جاتا ہے دوسرا قمری کیلنڈر جسے ہجری کیلنڈر کہا جاتا ہے۔

عیسوی کیلنڈر دراصل شمسی کیلنڈر ہے یعنی اس کا تعلق سورج کے حساب کے ساتھ ہے۔اس شمسی کیلنڈر کو زمانہ قدیم میں مختلف قومیں اپنے حساب سے اور اپنے نام سے استعمال کرتی آئی ہیں مثلاً پہلے اس کو پانچ صدیوں تک رومیوں نے استعمال کیا تو رومی کیلنڈر کہلایا اس کے بعد ایک عیسائی پادری کو اس میں ردوبدل اور ترمیم کی ذمہ داری سونپی گئی تو اس نے اس میں ردوبدل کر کے اور بار بار ترمیم و اضافہ کر کے اس کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کر دی اور یہ کہہ دیا کہ اس کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہوا ہے اور اس مناسبت سے اس کو عیسوی کہا جانے لگا پھر کیتھولک چرچ کے ایک پوپ "پاپائے گریگوری" نے اس میں پھر سے ردوبدل کیا اور اس کے نام کی مناسبت سے اس کو گریگوری کیلنڈر (The Gregorian Calendar) بھی کہا جاتا ہے۔

عام طور پر اس کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی ابتداء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہوئی اور اسی مناسبت سے اسے عیسوی کہا جاتا ہے۔حالانکہ خود عیسائی مصنفین نے بھی اس بات کا برملا اعتراف کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تاریخ اور سن کا صحیح اور یقینی علم کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔لیکن بہر حال انہوں نے اس کیلنڈر کو حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت کی طرف کی منسوب کیا ہے اس لئے اس کو سن عیسوی کہا جاتا ہے۔(تفصیل کے لئے دیکھئے "سن عیسوی کی حقیقت" مصنفہ مولانا محمد سلمان سکھروی فرزند مفتی عبد الرؤف سکھروی)

جبکہ دوسرا قمری کیلنڈر ہے جس کو ہجری بھی کہا جاتا ہے ہجری کیلنڈر کا آخری مہینہ ذوالحجہ اور پہلا مہینہ محرم ہوتا ہے اور اس کی ابتدا حضور اکرم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے ہوئی۔اسلام کی اہم عبادات روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کا تعلق اسی ہجری تقویم کے ساتھ ہے۔

سورج اور چاند کا نظام

سورج اور چاند دونوں اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور دونوں کو اللہ تعالی نے اس انداز میں گردش کرنے پر لگار کھا ہے کہ ہر ایک اپنی ایک مخصوص رفتار اور مخصوص مدار میں گردش کرتا ہے اور ایک خاص مدت میں اپنی گردش مکمل کرتا ہے جس سے دن اور رات کا اور ماہ و سال کا حساب لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اپنی اس عظیم تخلیق اور قدرت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ○ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ○ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○ (سورۃ یٰس:36/37-40)

”اور ان لوگوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی رات ہے کہ ہم اس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو وہ یکایک اندھیرے میں چلے جاتے ہیں۔ اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے یہ سب اس ذات کا مقرر کیا ہوا نظام ہے جو زبردست ہے، علم والا ہے۔ اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ (ایک منزل وہ بھی آتی ہے کہ) وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (باریک سا) رہ جاتا ہے۔ نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ کر پہلے آسکتی ہے، اور یہ سب اپنے اپنے مدار (دائرہ) میں تیر رہے ہیں“۔

یعنی دن اور رات کا سورج اور چاند کا نظام اللہ تعالی ہی کا بنایا ہوا ہے اور اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ہر ایک اپنی مقررہ رفتار میں اور مخصوص مدار میں گردش کر رہا ہے چنانچہ سورج اور چاند کی اپنی اپنی رفتار اور ہر ایک کا اپنا اپنا مدار ہے جس کو وہ چھوڑ نہیں سکتے ایسا نہیں ہو سکتا کہ مثلا سورج اپنے مدار سے نکل کر یا اپنی رفتار میں بے قابو ہو کر چاند سے جا ٹکرائے یا چاند اپنے مدار سے نکل کر سورج کے مدار میں چلا جائے۔ اسی طرح رات کا اپنا ایک وقت مقرر ہے وہ اس سے پہلے نہیں آسکتی اور دن کا اپنا ایک وقت مقرر ہے وہ اس سے پہلے نہیں آسکتا۔ سورۃ الرحمن کی ایک آیت مبارکہ میں فرمایا:

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (سورۃ الرحمن:55/5) ”سورج اور چاند دونوں ایک حساب سے چل رہے ہیں“

سورۃ الاسراء کی ایک آیت مبارکہ میں ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ (سورۃ الاسراء:12/17)

”اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا پھر ہم نے رات کی نشانی کو دھندلا بنادیا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو اور تاکہ تم برسوں کی گنتی کو اور حساب کو معلوم کر سکو“

یعنی رات اور دن اللہ کے قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں اللہ تعالی نے رات کو تاریکی والا بنایا ہے تاکہ تم اس میں نیند اور آرام کر سکو اور دن کو روشنی والا بنایا تاکہ تم اس میں کام کاج اور کاروبار وغیرہ کر سکو اور دونوں کو اس انداز سے گردش میں لگا دیا جس سے تم ماہ و سال اور حساب کتاب معلوم کر سکو۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یہ دن اور رات کا نظام اور یہ سورج اور چاند کا نظام اللہ تعالی کا بنایا ہوا ہے اور اس نے یہ نظام اس طرح سے بنایا ہے کہ اس سے ماہ و سال کا حساب معلوم کیا جا سکتا ہے۔

عربوں کے ہاں ماہ و سال کا حساب

زمانہ قدیم کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر اقوموں کے پاس اپنی اپنی تاریخ اور تقویم تھی جس سے وہ تاریخ اور ماہ و سال کا حساب کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اسلام کی تاریخ میں سن ہجری کا اجراء کیا گیا۔

اس سے پہلے عربوں کے ہاں کسی خاص تقویم اور کیلنڈر کا اعتبار نہیں کیا جاتا تھا البتہ مہینوں کا حوالہ ان کے ہاں موجود تھا اور مہینوں کے نام بھی تقریباً یہی تھے جو اسلامی ہجری سال کے ہیں یعنی محرم صفر وغیرہ اور ان میں سے چار مہینے ذیقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب محترم سمجھے جاتے تھے لیکن سالوں کا حساب کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی خاص کیلنڈر نہیں تھا اگر کسی سال کا ذکر کرنا ہو تو کسی خاص واقعہ کی طرف منسوب کر کے ذکر کر دیتے تھے مثلاً:

جناب نبی کریم ﷺ کی ولادت والے سال اصحابِ فیل (یعنی ہاتھیوں والے لشکر) نے بیت اللہ کو شہید کرنے کے لئے حملہ کیا تھا جسے اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے ناکام بنا کر اس لشکر کو ہلاک کر دیا اور بیت اللہ کی حفاظت فرمائی اب عربوں کے لئے یہ ایک یادگار واقعہ تھا اس لئے یہ سال عام الفیل کے نام سے مشہور ہوا اس کے بعد جب کسی سال ذکر کرنا ہوتا تو کہا جاتا کہ عام الفیل سے ایک سال بعد یا دو تین سال بعد۔ البتہ ان کے ہاں مہینوں کے نام کے ساتھ حوالہ دیا جاتا تھا کہ فلاں کام محرم کے مہینے میں ہوا فلاں کام صفر کے مہینے میں ہوا۔ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک تقریباً اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔

اسلامی ہجری سال کا اجراء

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں میں عام طور پر تاریخ وغیرہ لکھنے کا دستور نہیں تھا اس کا آغاز بھی سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا اور سن ہجری کا اجراء بھی سب سے پہلے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کیا۔

علامہ سیوطیؒ نے سیدنا فاروقِ اعظم کی اوّلیات میں سے جہاں اور چیزوں کو شمار کیا ہے وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلامی تاریخ کا اجراء کیا(تاریخ الخلفاء للسیوطی)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ کی طرف سے ہمیں خطوط موصول ہوتے ہیں یا دوسرے مختلف علاقوں میں جو خطوط روانہ

کئے جاتے ہیں ان پر تاریخ درج نہیں ہوتی یعنی یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ خط کب کا لکھا ہوا ہے اس لئے ان پر تاریخ درج ہونی چاہئے (ثقات ابن حبان، فتح الباری، تاریخ طبری، تاریخ خلیفہ وغیرہ)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کو پسند کیا کیونکہ تاریخ درج کرنے میں اور بھی کئی فوائد ہیں مثلا یہ کہ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ: یہ خط کس دن لکھا گیا اور کس دن روانہ کیا گیا کس دن پہنچا کب حکم جاری ہوا اور کب اس پر عملدرآمد کا آغاز ہوا اور اس طرح ریکارڈ محفوظ رکھنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ پر غور کرنے کے لئے صحابہ کرام کا اجلاس طلب کیا اور اکابر صحابہ کے سامنے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز رکھی تمام صحابہ کرام نے بھی حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کو بہت پسند کیا۔

اسلامی تاریخ کا آغاز ہجرت سے

اب چونکہ احکامِ شریعت کا دارومدار چاند کے مہینوں کے حساب پر ہے جیسے زکوۃ کا حساب، حج کے مہینے اور تاریخیں رمضان کے روزے وغیرہ اس لئے یہ بات تو طے تھی کہ مہینوں کا حساب چاند کے اعتبار سے ہوگا۔ البتہ سن کا آغاز کس سال سے کیا جائے اور سال کے مہینوں کی ترتیب کیا ہوگی یہ بات طے کرنے کی ضرورت تھی۔

اب پہلا سوال یہ تھا کہ اسلامی تاریخ کا آغاز کس سال سے کیا جائے اس پر چار قسم کی رائے سامنے آئی:
1۔ ایک رائے یہ تھی کہ نبی ﷺ کی ولادت سے سال سے اسلامی سال کا آغاز کیا جائے۔
2۔ دوسری رائے یہ تھی کہ اعلانِ نبوت کے سال سے اسلامی سال کا آغاز ہو۔
3۔ تیسری رائے یہ تھی کہ ہجرت کے سال سے آغاز ہو۔
4۔ چوتھی رائے یہ تھی کہ نبی ﷺ کی وفات کے سال سے آغاز ہو۔

کافی غور وخوض کے بعد اس بات پر اتفاق ہوا کہ اسلامی تاریخ کا آغاز ہجرت کے سال سے کیا جائے کیونکہ:
اسلامی تاریخ کی ابتداء واقعہ ہجرت کو قرار دینے کی ایک وجہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے یہ لکھی ہے کہ نبی ﷺ کی ولادت و اعلانِ نبوت کی تاریخوں میں اختلاف تھا اور واقعۂ وفات کو اس کا نقطۂ آغاز قرار دینے سے میں یہ اندیشہ تھا اس صورت میں یہ وفات کا واقعہ ہمیشہ مسلمانوں کو رنج و ملال میں مبتلا رکھے گا اس لئے واقعۂ ہجرت کو نقطۂ آغاز قرار دینا زیادہ موزوں اور مناسب معلوم ہوا (فتح الباری)

دوسری وجہ یہ کہ ہجرت سے ہی بتدریج اسلام اور مسلمانوں کی ترقی و عروج کا آغاز ہوا۔ ہجرت کے بعد ہی مسلمانوں کی جمعیت بنی، اسلامی حکومت قائم ہوئی، بڑی تعداد میں لوگوں کے لئے حق کے سمجھنے کا راستہ ہموار ہوا اور لوگ جوق در جوق اور

فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اس لئے ہجرت کے واقعہ کو یادگار بنانے کے لئے اسی کو اسلامی تاریخ کا آغاز قرار دیا گیا۔ چنانچہ جب نیا اسلامی سال شروع ہوتا ہے تو یہ ہمیں ہجرت کی یاد دلاتا ہے۔

علامہ سہیلی نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے اسلامی سن کا آغاز ہجرت سے کرنا قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ سے اخذ کیا ہے وہ اس طرح کہ جب نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قبا میں پہنچے تو وہاں آپ نے مسجد قبا کی بنیاد رکھی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ایک جگہ اس مسجد قبا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ (سورۃالتوبۃ:9/ 108)

"البتہ وہ مسجد (یعنی مسجد قبا) جس کی بنیاد "پہلے ہی دن" سے تقوی پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ اس بات کے لائق ہے کہ آپ اس میں قیام کریں"

ہجرت کے موقع پر جس دن اللہ کے نبی ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی اللہ تعالی نے اسے "**اوّل یوم**" یعنی "پہلا دن" قرار دیا یہ ایک لطیف اشارہ تھا جس سے صحابہ کرام نے اخذ کیا کہ اسلامی سال کا آغاز اسی سے ہونا چاہئے اس طرح اسلامی تاریخ اور اسلامی سال کا آغاز ہجرت سے کیا گیا۔

پہلا مہینہ محرم

اب دوسرا سوال یہ تھا کہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ کون سا ہونا چاہئے اس بارے میں بھی چار رائے سامنے آئیں:

1۔ پہلی رائے یہ تھی کہ رجب کو پہلا مہینہ قرار دیا جائے کیونکہ رجب وہ مہینہ تھا جس میں زمانہ اسلام میں اور اس سے پہلے بھی عام طور پر لوگ عمرہ کرنے کے لئے جاتے تھے۔

2۔ دوسری رائے یہ تھی کہ رمضان المبارک کو پہلا مہینہ قرار دیا جائے کیونکہ وہ سب سے افضل مہینہ ہے اور اسی مہینے میں قرآن مجید بھی نازل ہوا۔

3۔ تیسری رائے یہ تھی کہ ربیع الاول کو پہلا مہینہ قرار دیا جائے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں ربیع الاول کے مہینہ میں پہنچے تھے۔

4۔ چوتھی رائے یہ تھی کہ محرم کو پہلا مہینہ قرار دیا جائے کیونکہ محرم کے مہینے میں ہی حُجاج حج کر کے اپنے گھروں کو آتے ہیں اس کے علاوہ یہ کہ نبی ﷺ نے ہجرت کا ارادہ محرم کے مہینے میں ہی فرما لیا تھا۔

چنانچہ مشورہ کے بعد اس پر فیصلہ ہوا کہ محرم کو پہلا مہینہ قرار دیا جائے کیونکہ اگرچہ نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں ربیع الاول کے مہینے میں پہنچے تھے اور آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا سفر (اس سے ایک مہینہ پہلے) صفر کے مہینے میں شروع کیا تھا لیکن آپ ﷺ نے سفر ہجرت کا ارادہ ماہِ محرم سے ہی کر لیا تھا اس لئے محرم کو پہلا مہینہ قرار دیا گیا۔ باقی مہینوں کی ترتیب وہی رکھی گئی جو پہلے سے چلی آرہی تھی اور ماہ و سال کا حساب قمری یعنی چاند کے حساب سے رکھا گیا۔

شریعت کے احکام اور قمری حساب

دیکھا جائے تو شریعت کے بہت سے احکام کا تعلق قمری یعنی چاند کے حساب کے ساتھ ہے اور قرآن مجید میں بھی اسی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے کہ ماہ وسال کے حساب کا تعلق چاند کے ساتھ ہونا چاہیئے چنانچہ ایک جگہ اللہ تعالی نے چاند کی حکمت اور اس کا اہم فائدہ بتاتے ہوئے فرمایا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ(سورۃ البقرۃ:189/2)

"(اے نبی ﷺ) یہ لوگ آپ سے نئے مہینوں کے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں بتا دیجئے کہ یہ لوگوں (کے مختلف معاملات) اور حج کے اوقات متعین کرنے کے لئے ہیں"

یعنی ہر مہینے چاند کا تبدیل ہونا اور چھوٹا بڑا ہونا اس میں حکمت اور فائدہ یہ ہے کہ لوگ اس سے حج کی تاریخیں معلوم کر سکتے ہیں اور دوسرے معاملات کے لئے بھی تاریخیں طے کر سکتے ہیں۔

سورۃ یونس کی ایک آیت مبارکہ میں فرمایا:

وَقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ(سورۃ یونس:5/10)

"اور اللہ نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو"

قرآن مجید میں رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ(سورۃ البقرۃ:185/2)

"تم میں سے جو کوئی اس (رمضان کے) مہینے کو پالے تو وہ اس مہینے کے روزے رکھے"

ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَأَفْطِرُوْا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ» (صحیح المسلم: 1080 کتابُ الصّیامِ بابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رمَضانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ)

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے اس لئے جب تم (رمضان کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا شروع کر دو اور جب (شوال کا) چاند دیکھ لو تو افطار (یعنی رمضان کے روزوں کا اختتام) کر دو اور اگر تم پر مَطلع ابر آلود ہو جائے (یعنی مطلع صاف نہ ہونے کی وجہ سے شوال کا چاند نظر نہ آئے) تو اس (رمضان) کی مقدار (یعنی اس کی گنتی) پوری کر لو"

یعنی رمضان کے فرض روزے شروع بھی چاند دیکھ کر کرنے ہیں اور ختم بھی چاند دیکھ کر کرنے ہیں اس سے صاف معلوم ہوا کہ رمضان کے روزوں کا تعلق بھی چاند کے حساب سے ہے،

اسی طرح حج کے لئے مخصوص مہینوں میں احرام باندھنے اور مخصوص تاریخوں میں حج کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کا تعلق بھی چاند کے حساب سے ہے،

زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی مزید تفصیل یہ بیان فرمائی کہ ہر صاحبِ نصاب مال دار پر سال پورا ہو جانے کے بعد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اس کا تعلق بھی چاند کے حساب سے ہے،

بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن، مطلقہ کی عدت تین ماہ پوری کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کا تعلق بھی چاند کے حساب سے ہے،

قرآن مجید میں شبِ قدر کی فضیلت حاصل کرنے اور اس میں خاص طور پر عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کا تعلق بھی چاند کے حساب کے ساتھ ہے۔

اس کے علاوہ عیدین، یومِ عرفہ، یومِ عاشوراء، شبِ قدر، شبِ براءت وغیرہ کا تعلق بھی چاند کے حساب سے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے بہت سے احکام کا تعلق قمری مہینوں اور تاریخوں سے ہے اور قرآن مجید میں بھی اسی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے معاملات میں قمری ماہ و سال کو اہمیت دیں اور اسی کو رواج دیں۔

سن ہجری کا اعتبار کرنا فرض کفایہ ہے

تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب نے اور تفسیر بیان القرآن میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

اگرچہ شمسی حساب سے بھی ماہ و سال کا حساب رکھنا جائز ہے لیکن چاند کے اعتبار سے ماہ و سال کا حساب رکھنا فرض کفایہ ہے۔ فرض کفایہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں پر اس حساب کو زندہ رکھنا لازم ہے اگر کچھ لوگ بھی اس کو اپنا کر زندہ رکھیں تو بھی کافی ہو گا لیکن اگر سب اس کو بالکل چھوڑ دیں گے تو سب گناہگار ہوں گے کیونکہ چاند کے معاملہ میں جو الفاظ قرآن کریم نے استعمال کئے ہیں ان سے واضح اشارہ اس طرف ملتا ہے کہ شریعت اسلام میں حساب چاند ہی کا متعین ہے خصوصاً ان عبادات میں جن کا تعلق کسی خاص مہینے اور اس کی تاریخوں سے ہے جیسے ماہِ رمضان کے روزے، حج کے مہینے، حج کے ایام، ماہِ محرم، شب براَت وغیرہ سے جو احکام متعلق ہیں وہ سب رویت ہلال سے متعلق کئے گئے ہیں کیونکہ اس آیت میں هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ فرما کر بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حساب چاند ہی کا معتبر ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے تمام حساب و کتاب اور ماہ و سال کا حساب رکھنے میں اسلامی ہجری تاریخ کو رواج دیں۔

قمری تاریخ میں حکمت

شریعت نے احکام کا تعلق چاند کے ساتھ رکھا ہے اس میں اہم حکمت یہ بھی ہے کہ اس حساب کو ہر عالم، جاہل، شہری، دیہاتی اور جزیروں یا پہاڑوں میں رہنے والا ہر ایک معلوم کر سکتا ہے وہ اس طرح کہ ہر ایک اپنے علاقے میں چاند کو دیکھ کر مہینے

کا حساب معلوم کر سکتا ہے اس لئے اس کا حساب آسان ہے۔ جبکہ شمسی حساب ہر ایک کے لئے آسان نہیں اس کے لئے علمِ فلکیات، علمِ ریاضی اور جدید آلات کی ضرورت ہوتی ہے۔

نئے اسلامی سال کا پیغام

سن ہجری اسلامی تہذیب کی علامت

اس کے علاوہ یہ کہ سن ہجری اسلامی تہذیب کی علامت ہے اس لئے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو تاریخ مقرر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے غیروں کی نقالی کرتے ہوئے کسی اور قوم کا کیلنڈر استعمال کرنے کے بجائے اسلامی کیلنڈر جاری کیا۔

اس میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ ہم غیروں کی نقالی کرنے کے بجائے، کسی اور قوم کی تہذیب اپنانے کے بجائے اپنی تہذیب کو اپنائیں اس لئے کہ اسلام دوسروں کی نقالی کرنے سے منع کرتا ہے اسلام کی اپنی ایک اعلی اور شاندار تہذیب ہے جو دنیا کی ہر تہذیب سے بہتر ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ فیشن میں الجھ کر اکثر
تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیئے
نئی تہذیب کی بے روح بہاروں کے عوض
اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیئے

ابتداء وانتہاء قربانیوں سے

اسلامی سال کا آخری مہینہ ذوالحجہ اور پہلا مہینہ محرم کا ہے مسلمان ذوالحجہ کے مہینے میں سنتِ ابراہیمی کو زندہ کرتے ہوئے قربانی کرتے ہیں اور قربانی کر کے اللہ کے حضور یہ جذبہ پیش کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیرے حکم پر اپنا مال اور اپنی جان اور اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اس کے بعد 18 / ذوالحجہ کو خلیفۂ سوم سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا یومِ شہادت ہے اس کے بعد یکم محرم الحرام کو خلیفۂ دوم سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یومِ شہادت ہے اس کے بعد 10 / محرم کو نواسۂ رسول سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اہلِ بیت اور صحابہ کرام شہداء کربلا کا یومِ شہادت ہے اس کے علاوہ بھی اسلامی تاریخ قربانیوں سے بھری ہوئی ہے تو اسلامی سال کا آغاز اور اختتام ہمیں اسلام کے لئے دی گئی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے اور اسلام کے لئے جان ومال کی قربانی دینے پر آمادہ کرتا ہے۔

ہجرت کا واقعہ یاد رکھیں

اسلامی تاریخ کا آغاز واقعۂ ہجرت سے کیا گیا اسی لئے اسے ہجری کہا جاتا ہے یہ ہمیں ہجرت کی یاد دلاتا ہے اس لئے نئے اسلامی سال کا پیغام یہ بھی ہے کہ ہم ہجرت کا واقعہ یاد رکھیں اور اس سے سبق حاصل کریں ہجرت کا سبق یہ ہے کہ مسلمان یہ یاد رکھیں کہ کس طرح ہمارے نبی ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اللہ کے دین کے لئے اپنے مال و دولت، کاروبار، رشتہ دار، گھربار اور وطن کی قربانی دے کر اللہ کے حکم پر ہجرت کی۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اسلام قربانیاں مانگتا ہے اور ان قربانیوں کی برکت سے اسلام اور مسلمانوں کو عروج اور فتح و کامرانی ملتی ہے۔ اس لئے مسلمان اللہ اور اس کے دین کے لئے ہر وقت جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اسلام کے لئے ہجرت کرنے اور قربانیاں دینے سے اسلام کو عروج اور ترقی ملتی ہے۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو واقعۂ ہجرت یاد رکھنے کا حکم دیا ہے چنانچہ نواں پارہ سورۃ الانفال کی ایک آیت مبارکہ میں فرمایا:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورۃ الانفال: 26/8)

”اور وہ وقت یاد رکھو جب تم تھوڑی تعداد میں تھے اس سرزمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے تمہیں اس بات کا خطرہ لگا رہتا تھا کہ کہیں دشمن لوگ تم پر حملہ کر کے تمہیں اچک نہ لیں پھر اللہ نے (مدینہ منورہ میں) تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد و نصرت سے تمہیں مضبوط کیا اور تمہیں عمدہ چیزوں میں سے رزق عطا فرمایا (یہ اس لئے) تاکہ تم (اللہ کا) شکر ادا کرو“

اپنا محاسبہ کریں

نئے اسلامی سال کا پیغام یہ بھی ہے کہ ہم ایک سال کے اختتام اور نئے سال کے آغاز پر اپنا محاسبہ کر لیں کہ ہم نے اس ایک سال میں کیا کھویا کیا پایا۔

نئے سال کے آغاز پر ہمیں دنیاوی محاسبہ بھی کر لینا چاہئے کہ میں نے اس سال میں اپنے کاروبار میں یا حساب کتاب میں کتنی ترقی کر لی ہے کون کون سے اہداف تھے جو میں نے حاصل کر لئے ہیں اور کون سے اہداف تھے جو میں حاصل نہیں کر سکتا اگر اس سال میں ترقی کر لی ہے اور مطلوبہ اہداف حاصل کر لئے ہیں تو اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور مزید محنت جاری رکھی جائے اور اگر سال بھر میں ترقی نہیں کر سکے اور مطلوبہ اہداف حاصل نہیں کر سکے تو غور کیا جائے کہ اس کے کیا اسباب اور وجوہات ہیں کیا اس میں میری کسی کمزوری یا کوتاہی یا سستی کا عمل دخل ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟ اگر اس میں اپنی کوئی کمزوری یا کوتاہی یا سستی ہے تو آئندہ اس کو دور کرنے کا عزم کیا جائے اور اسے دور کیا جائے۔

اسی طرح نئے سال کے آغاز پر اپنا دینی محاسبہ بھی کیا جائے کہ اس سال میں نے اپنے علم میں اور عمل میں اور عبادت میں کتنی ترقی کی ہے۔

اگر میری دینی تعلیم میں کوئی کمی تھی تو میں نے اس سال وہ کمی دور کرلی ہے یا نہیں؟ اگر مجھے نماز سیکھنے کی ضرورت تھی تو کیا میں نے اس سال نماز سیکھ لی ہے یا نہیں سیکھی؟ اگر میرا قرآن پاک درست کرنے والا تھا تو کیا اس سال میں نے درست کرلیا ہے یا نہیں کیا؟ اگر میں حافظِ قرآن ہوں اور مجھے قرآن پاک یاد کرنے کی ضرورت تھی اور میری منزل کمزور تھی تو کیا میں نے اس سال اپنی منزل یاد کرلی ہے یا نہیں کی؟

کیا اس سال میں نے پابندی کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں یا نہیں پڑھیں؟ کیا اگر میرے ذمہ قضا نمازیں تھیں تو میں نے اس سال وہ ساری نمازیں قضا کرلی ہیں یا نہیں؟ کیا اس سال میں نے قرآن مجید کی تلاوت پابندی کے ساتھ کی ہے یا نہیں؟ کیا اس سال میں نے رمضان کے پورے روزے رکھے ہیں یا نہیں؟ کیا اس سال میں نے پوری زکوۃ ادا کردی ہے یا نہیں؟ کیا اگر میرے اوپر حج فرض تھا تو میں نے سال حج کرلیا ہے یا ابھی تک نہیں کیا؟

اگر میرے اندر کوئی گناہ پایا جاتا تھا تو کیا اس سال میں نے اس گناہ کو چھوڑ دیا ہے یا ابھی تک نہیں چھوڑا؟ اگر میرے معاملات میں کوئی خرابی تھی تو کیا میں نے وہ خرابی دور کرلی ہے یا نہیں؟ اگر کسی رشتہ دار کے ساتھ یا کسی اور کے ساتھ لین دین رہتا تھا تو کیا وہ میں نے نمٹا لیا ہے یا نہیں؟ اگر میں نے کسی کا قرض دینا تھا تو کیا میں نے اسے قرض واپس کردیا ہے یا نہیں؟

موت اور آخرت کی فکر

نئے اسلامی سال کا پیغام یہ بھی ہے کہ انسان اس بات کا احساس کرے کہ جس طرح یہ کیلنڈر کا ایک سال گزر گیا ہے اسی طرح میری زندگی کا ایک سال بھی گزر گیا ہے اور میری عمر میں تو ایک سال کا اضافہ ہوگیا ہے لیکن میری زندگی کا ایک سال کم ہوگیا ہے۔ جس طرح یہ سال گزرتے چلے جارہے ہیں اسی طرح میری زندگی بھی گزرتی اور ختم ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور جبکہ ہماری زندگی کا ایک سال گزر جانا دراصل ہماری زندگی کا ایک سال کم ہوجانا ہے اس طرح ہماری دنیا کی زندگی ختم ہوتی چلی جارہی ہے اور ہم دن بدن موت اور آخرت کے قریب ہوتے چلے جارہے ہیں تو اس موقع پر ہم یہ بھی غور کریں کہ ہم نے موت اور آخرت کی کتنی تیاری کرلی ہے؟

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں کسی چیز پر اتنا نادم و شرمندہ نہیں ہوا جتنا ایسے دن کے گزرنے پر نادم و شرمندہ ہوا جو دن میری زندگی کا گزر گیا اور اس دن میرے عمل میں کوئی اضافہ نہ ہوسکا۔ (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد1 ص 136)

قرآن مجید میں اللہ تعالی جگہ جگہ انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ انسان اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آخرت کی فکر کرتا رہے ایک آیت مبارکہ میں فرمایا:
يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ (سورۃ الحشر: 18/59)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ اس نے کل کے لئے (یعنی آخرت کے لئے) کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے"

ایک آیت مبارکہ میں فرمایا:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ (سورۃ الانبیاء: 1/21)

"لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں"

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جگہ انسان کو اس بات سے خبر دار کیا ہے کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی مختصر، عارضی اور فانی ہے اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی ختم نہ ہونے والی ہے یہ دنیا کی مختصر اور عارضی زندگی تمہیں آخرت کی تیاری کرنے کے لئے دی گئی ہے اس لئے ہمیشہ آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کرتے رہو ورنہ جب دنیا کی یہ مہلت ختم ہو جائے گی پھر تمہیں پچھتانا پڑے گا لیکن اس وقت پچھتانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

چنانچہ ایک آیت مبارکہ میں ہے:

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ (سورۃ فاطر: 37/35)

"اور وہ دوزخ میں چلا چلا کر کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں ایک بار یہاں سے نکال دے اب ہم نیک اعمال کریں گے اب ہم اس طرح کے عمل نہیں کریں گے جس طرح پہلے کرتے تھے (اللہ فرمائیں گے:) کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا کر سکتا تھا اور تمہارے پاس خبر دار کرنے والا بھی آیا تھا اس لئے اب عذاب کا مزہ چکھو اب ظالموں کے لئے کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے"

یعنی میں نے تمہیں پوری ایک عمر دی تھی اور صرف یہ نہیں کہ تمہیں عمر دے کر زندگی دے کر ویسے ہی چھوڑ دیا تھا بلکہ ہم تمہارے پاس ڈرانے اور خبر دار کرنے کے لئے انبیاء بھیجے آخر میں سرکارِ دوعالم ﷺ کو بھیجا اور پھر نبی ﷺ کے وارث اور جانشین علماء کرام تمہیں خبر دار کرتے رہے اور غفلت سے بیدار کرتے رہے لیکن تم پھر بھی غفلت میں پڑے رہے اور آخرت کی فکر نہیں کی ہم نے تمہیں دنیا میں جو زندگی دی تھی وہ اب ختم ہو چکی اب دوبارہ تمہیں کسی صورت بھی دنیا کی زندگی دوبارہ نہیں مل سکتی۔

"نذیر" کی ایک تفسیر مفسرین نے یہ کی ہے کہ اس سے مراد انبیاء اور ان کے وارثین علماء کرام ہیں یعنی تمہارے پاس میرے نبی اور ان کے وارث علماء کرام آئے تھے جو تمہیں آخرت کی فکر دلاتے رہے اور برے انجام سے خبر دار کرتے رہے لیکن تم نے آخرت کی فکر اور اس کی تیاری نہیں کی۔

"نذیر" کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اس سے مراد سفید بال ہیں کہ انسان جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے لگتا ہے اور اس کے سفید بال آجاتے ہیں تو یہ کہ اس کے لئے ایک پیغام ہوتا ہے کہ تم نے جوانی گزار لی ہے اب بڑھاپے کی عمر آگئی ہے اس لئے اب موت کی اور آخرت کی تیاری کرلو۔

"نذیر" کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ اس سے مراد پوتے ہیں کہ جب آدمی کے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں پیدا ہو جائیں تو یہ بھی انسان کے لئے ایک پیغام ہوتا ہے کہ میاں اب تیسری نسل آگئی ہے اب تمہارے جانے کا وقت آگیا ہے اس لئے اب موت اور آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کرلو۔

قرآن مجید میں ایک جگہ اللہ تعالی نے فرمایا:

يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى○يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ(سورة الفجر: 23-24)

"اس (قیامت کے) دن انسان کو سمجھ آجائے گی لیکن اس وقت سمجھنا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ انسان کہے گا کاش میں نے اس (آخرت کی) زندگی کے لئے کچھ آگے بھیج دیا ہوتا"

یعنی اگر انسان کو اب دنیا کی زندگی میں بات سمجھ نہیں آرہی تو آخرت میں اچھی طرح سمجھ آجائے گی لیکن اس وقت سمجھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اب انسان کے پاس موقع ہے کہ دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا کر آخرت کی تیاری کرلے۔

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملکِ روم ہے اور سرزمینِ روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجئے زندگی
اِس طرف آوازِ دہل، اُدھر صدائے کوس ہے
سنتے ہی عبرت پکاری: اک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تُو جو حرص و آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گورِ غریباں کی طرف
جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو ان سے کہ مال و حشمتِ دنیا سے آج
کچھ بھی ان کے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

(**آوازِ دہل:** ڈھول کی تھاپ، **صدائے کوس:** نقارے کی آواز، **حرص و آز:** لالچ و طمع، **محبوس:** قیدی، **گورِ غریباں:** مسافروں یعنی راہیانِ عدم کی قبریں، **تماشا:** نظارا، عبرت ناک منظر، **سکندر:** یونان کا مشہور بادشاہ جس نے دنیا فتح کرنے کی کوشش کی، **دارا:** ایران کا قدیم طاقتور اور عظیم سلطنت کا بادشاہ **کیکاؤس:** ایران کے ایک مشہور عیش و عشرت والا بادشاہ، **مال و حشمت:** دولت اور شان و شوکت۔)

قدم سوئے عقبیٰ نظر سوئے دنیا
کہاں جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خلاصہ

- ذوالحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ اور محرم پہلا مہینہ ہے اس لئے محرم سے نیا اسلامی سال شروع ہو رہا ہے۔
- جس طرح زمانہ قدیم میں مختلف قومیں ماہ و سال کا حساب کرنے کے لئے اپنے اپنے مختلف کیلنڈر استعمال کرتی آئی ہیں اسی طرح مسلمانوں کا اپنا کیلنڈر ہے جسے اسلامی ہجری کیلنڈر کہا جاتا ہے۔
- اسلامی ہجری کیلنڈر سب سے پہلے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں صحابہ کرام کے مشورہ سے جاری کیا گیا۔
- اسلامی ہجری کیلنڈر اسلامی تہذیب کی نشانی ہے مسلمانوں کو اپنی تہذیب کو اپنانا چاہئے اسلام غیروں کی نقالی کرنے کے بجائے اور کسی اور کی تہذیب کو اپنانے کے بجائے ہر معاملے میں اپنی اسلامی تہذیب اپنانے کا حکم دیتا ہے اور اسلامی تہذیب دنیا کی سب سے اعلیٰ اور سب سے شاندار تہذیب ہے۔
- اسلامی ہجری سال ہمیں ہجرت اور قربانیوں کی یاد دلاتا ہے کہ مسلمانوں نے ہر دور میں دین کے لئے جان و مال کی قربانیاں دی ہیں اور اس میں ہمارے لئے سبق یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ اور اس کے دین کے لئے ہر وقت اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔
- نئے اسلامی سال کا پیغام یہ بھی ہے کہ ہم ایک سال کے اختتام اور نئے سال کے آغاز پر اپنا محاسبہ بھی کر لیں کہ ہم ایک سے میں کیا کھویا اور کیا پایا ہے ہ اپنی دنیوی محاسبہ بھی کریں اور دینی محاسبہ بھی کریں۔
- نئے اسلامی سال کا پیغام یہ بھی ہے کہ جس طرح یہ زمانہ کے ماہ و سال گزرتے چلے جا رہے ہیں اسی طرح میری زندگی بھی گزرتی اور ختم ہوتی چلی جا رہی ہے اور جیسے جیسے یہ ماہ و سال گزرتے چلے جا رہے ہیں میں موت اور آخرت کے قریب ہوتا چلا جا رہا ہوں اس لئے میں موت اور آخرت کی فکر اور اس کی تیاری کر لینی چاہئے۔

خطبہ رائٹر: اکرم بشیر مخدوم پوری
فاضل دارالعلوم کبیر والا، خطیب جامع مسجد تقویٰ۔ یوبی ایل سوسائٹی۔ لاہور
علماء و خطباء ہر ہفتے ہمارا بیان حاصل کرنے کے لئے "بیانِ جمعہ" لکھ کر اس نمبر پر وٹس ایپ کریں۔
03076980022